ترجمہ قرآن مجید
کنز الایمان
تفسیر
نور العرفان
ترجمہ
امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
پیر بھائی کمپنی
38، اردو بازار لاہور

وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۲﴾

اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا ۱ تو کیا تمہیں عقل نہ تھی

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۳﴾ اِصۡلَوۡهَا الۡيَوۡمَ

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا ۲ آج اسی میں جاؤ

بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۶۴﴾ اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَآ

بدلہ اپنے کفر کا ۳ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے ۴ اور ان کے

اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ

ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے ۵ اور اگر ہم چاہتے

لَطَمَسۡنَا عَلٰٓى اَعۡيُنِهِمۡ فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۶۶﴾

تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے ۶ پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا ۷

وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰهُمۡ عَلٰى مَكَانَتِهِمۡ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مُضِيًّا

اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ۸ نہ آگے بڑھ سکتے

وَّلَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَكِّسۡهُ فِى الۡخَلۡقِ ؕ اَفَلَا

نہ پیچھے لوٹتے اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اسے پیدائش میں الٹا پھیریں ۹ تو کیا

يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا

وہ سمجھتے نہیں اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ۱۰ اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے ۱۱ وہ تو

ذِكۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ۱۲ کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو ۱۳ اور کافروں پر

الۡقَوۡلُ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّمَّا

بات ثابت ہو جائے ۱۴ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے

عَمِلَتۡ اَيۡدِيۡنَاۤ اَنۡعَامًا فَهُمۡ لَهَا مٰلِكُوۡنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلۡنٰهَا لَهُمۡ

ہوئے ۱۵ چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں ۱۶ اور انہیں ان کے لئے

۱۔ یعنی ہر پچھلے کافر کو غور کرنا چاہیے تھا کہ شیطان کی پیروی کی وجہ سے پہلی امتیں تباہ ہو چکیں۔ ان سے عبرت پکڑتا۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے۔ خیال رہے کہ یہ خطاب بھی کفار سے ہو گا کہ شیطان نے انہیں مختلف طریقے سے سمجھایا ۲۔ اب دوزخ کو دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو، مگر یہ تصدیق مفید نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی پر اعتماد کرنے کا نام ایمان ہے۔ کفار آخرت کو دیکھ کر ساری چیزیں مان جائیں گے۔ مگر وہ ماننا کار آمد نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھ پر اعتماد کیا نہ کہ نبی پر ۴۔ یہ ان کے لئے ہو گا جو اپنے جرموں کا انکار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صرف اپنے علم پر سزا جزا نہ دے گا بلکہ گواہی وغیرہ سے تحقیقات کر کے ۵۔ خیال رہے کہ کاتب اعمال فرشتے، خود نامہ اعمال اور زمین و آسمان کافر کے خلاف گواہی دیں گے۔ لیکن جب وہ انکار ہی کئے جائے گا تب خود اس کے اعضا سے گواہی دلوائی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئے گی۔ باقی اعضا سچ عرض کر دیں گے۔ اس کی زبان بڑی مجرم ہے لبوں پر مہر دائمی نہ ہو گی۔ اعضا کی گواہی لے کر توڑ دی جاوے گی۔ اس لئے وہ دوزخ میں چیخ کر شور مچائیں گے ۶۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمام کفار کے دلوں کی طرح آنکھیں بھی اندھی کر دیں مگر نہیں کرتے۔ اس قدر کفر و عناد کے باوجود انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان پر بھی شکر لازم ہے ۷۔ اس طرح کہ انہیں پتھر یا بندر، سور بنا دیتے وغیرہ جیسے پچھلی امتوں کے سرکشوں کے کیا گیا۔ خیال رہے کہ مسخ میں صرف صورت تبدیل ہوتی ہے۔ روح وہی رہتی ہے۔ لہٰذا اسے آواگون یا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ آریوں کے نزدیک آواگون میں روح بھی بدل جاتی ہے کہ نفس انسانی نفس حماری بن جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے ۸۔ کہ بڈھے کو بچے کی طرح ناسمجھ اور کمزور کر دیتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارا حال بدل دیں ۹۔ شان نزول: کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور کو شاعر کہتے تھے۔ بَلِ افۡتَرٰىهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ عربی محاورہ میں جھوٹے مگر دلفریب کلام و خیالات کو شعر کہا جاتا ہے۔ یعنی ناول اور ناول گو کو شاعر کہتے ہیں جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو مگر عبارت بہت دلفریب ہو۔ یہاں علم بمعنی ملکہ و عادت ہے۔ یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں۔ یعنی گالی بکنے کا عادی نہ بنایا۔ نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے حضور کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ آپ کا پاک و ستھرا ہونا ثابت ہے (خزائن، روح، مدارک، جمل وغیرہ) ۱۰۔ یعنی ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ یہ کہ شعر کا جاننا کہ علم شعر نبی کی شان کے خلاف ہے، نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید، اگر شعر کا جاننا برا ہوتا تو نہ حضور جانتے نہ رب۔ ۱۱۔ یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں وہ قرآن اور نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعر سے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر و قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے۔ بلکہ ان کی مراد دلفریب جھوٹی کہانیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ بعض آیتوں میں وزن شعری بن گیا ہے مگر وہ اتفاقاً ہے ارادۃً نہیں جیسے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا ایسے ہی نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ ایسے ہی اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ وغیرہ۔ اسی طرح حضور کے بعض کلام میں وزن و قافیہ ہے مگر بلا ارادہ اَنَا النَّبِىُّ لَا كَذِبۡ اَنَا ابۡنُ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبۡ وغیرہ۔ لہٰذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور اشعار و نظم لہجے سے پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے